حدیث اذناب خیل

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خرج علینا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم ، فقال : ما لی أراکم رافعی أیدیکم کأنّها أذناب خیل شمس ؟ اسکنوا فی الصّلاۃ !

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا ہے کہ میں آپ کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں، نماز میں سکون اختیار کریں!''

(صحیح مسلم : ۱۸۱/۱، ح : ٤۳۰)

تبصرہ:

① اس ''صحیح'' حدیث میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی نہیں ہے، بلکہ محدثین کرام کا اجماع ہے کہ اس کا تعلق تشہد اور سلام سے ہے، نہ کہ قیام کے ساتھ، تمیم بن طرفہ کی یہی روایت اختصار کے ساتھ مسند الامام احمد (۹۳/۵) میں ہے، جس میں وھم قعود (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان اس حال میں جاری فرمایا کہ صحابہ کرام تشہد میں بیٹھے ہوئے تھے) کے الفاظ ہیں، اس کی وضاحت وتائید دوسری روایت میں سیدنا جابر

بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

كنّا اذا صلّينا مع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قلنا : السّلام عليكم ورحمة اللّٰه ، السّلام عليكم ورحمة اللّٰه ، وأشار بيده الى الجانبين ، فقال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : علام تؤمون بأيديكم كأنّها أذناب خيل شمس ؟ انّما يكفى أحدكم أن يضع يده على فخذه ، ثمّ يسلّم على أخيه من على يمينه وشماله ۔

''ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے، انہوں نے ہاتھ کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں اشارہ کیوں کرتے ہو، جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ آپ کے لئے کافی ہے کہ ہاتھ اپنی ران پر رکھیں، پھر اپنے بھائی (ساتھ نماز پڑھنے والے) پر دائیں اور بائیں سلام کہیں۔''

(صحیح مسلم : ۱۸۱/۱، ح : ۴۳۱)

اس حدیث نے اوپر والی حدیث کا مطلب واضح کر دیا، محدثین کا فہم سونے پر سہاگہ ہے، اس سے رفع الیدین کی منسوخیت کا دعویٰ تقلیدی ایجاد ہے، کسی محدث نے یہ حدیث عدمِ رفع الیدین کے لیے پیش نہیں کی، مومن کیسے تسلیم کر لے کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خود کرتے رہے، وہی کام صحابہ کو کرتے دیکھا تو سرکش گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دے دی؟

اس حدیث کے بارے میں محمود الحسن دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''باقی اذنابِ خیل کی روایت سے جواب دینا از روئے انصاف درست نہیں، کیونکہ وہ سلام کے بارے میں ہے۔''

(تقارير شيخ الهند : ٦٥، مطبوعه اداره تاليفات اشرفيه ملتان)

اس حدیث کے بارے میں جناب محمد تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:

''لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے، کیونکہ ابن القبطیہ کی روایت میں سلام کے وقت کی جو تصریح موجود ہے، اس کی موجودگی میں ظاہر اور متبادر یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام سے متعلق ہے اور دونوں حدیثوں کو الگ الگ قرار دینا جب کہ دونوں کا راوی بھی ایک ہے اور متن بھی قریب قریب ہے، بُعد سے خالی نہیں، حقیقت یہی ہے کہ حدیث ایک ہی ہے اور رفع عند السلام سے متعلق ہے، ابن القبطیہ کا طریق مفصل ہے اور دوسرا طریق مختصر و مجمل، لہٰذا دوسرے طریق کو پہلے طریق پر ہی محمول کرنا چاہیے، شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت (انور) شاہ صاحب (کشمیری) نور اللہ مرقدہ اس حدیث کو حنفیہ کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔''

(درس ترمذی از تقی : ٣٦/٢)

مشہور حنفی امام، ابن ابی العز رحمہ اللہ (م ۷۹۲ھ) اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

وما استدلّ به من حديث جابر بن سمرة رضى اللّٰه عنه قال : خرج علينا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فقال : ما لى أراكم رافعى أيديكم كأنّها أذناب خيل شمس ؟ اسكنوا

فى الصّلاة ! رواه مسلم ، وأنّ الأمر بالسّكون فى الصّلاة ينافى الرّفع عند الرّكوع والرّفع منه لا يقوى ، لأنّه قد جاء فى رواية أخرى لمسلم عنه ، قال : صلّينا مع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فكنّا اذا سلّمنا ، قلنا بأيدينا : السّلام عليكم ، فنظر الينا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فقال : ما لكم تشيرون بأيديكم كأنّها أذناب خيل شمس ، اذا سلّم أحدكم فليلتفت الى صاحبه ، ولا يؤمى بيده ـ وأيضا فلا نسلّم أنّ الأمر بالسّكون فى الصّلاة ينافى الرّفع عند الرّكوع والرّفع منه ، لأنّ الأمر بالسّكون ليس المراد منه ترك الحركة فى الصّلاة مطلقا ، بل الحركة المنافية للصّلاة بدليل شرع الحركة للرّكوع والسجود ورفع اليدين عند تكبيرة الافتتاح وتكبير القنوت وتكبيرات العيدين ، فان قيل : خرج ذلك بدليل ، قيل : وكذلك خرج الرّفع عند الرّكوع والرّفع منه بدليل ، فعلم أنّ المراد منه الاشارة بالسّلام باليد ـ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم والی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا اور

نماز میں سکون کا حکم فرمایا، نیز یہ کہنا کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے منافی ہے، یہ استدلال قوی نہیں، کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے، ہم (صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتے تھے، ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں سے (اشارہ کرکے) السلام علیکم کہتے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو فرمایا، کیا بات ہے آپ ہاتھوں کے ساتھ ایسے اشارہ کرتے ہیں، جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہوں، سلام پھیریں تو (ساتھ والے) بھائی کی طرف منہ کرکے پھیریں، ہاتھ سے اشارہ نہ کریں۔

اسی طرح ہمیں یہ بھی تسلیم نہیں کہ نماز میں سکون کا حکم رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی کرتا ہے، کیونکہ سکون سے مراد یہ نہیں کہ نماز میں بالکل حرکت ختم کر دی جائے، بلکہ نماز کے منافی حرکت کی نفی ہے، دلیل ہے کہ رکوع، سجدہ، تکبیر تحریمہ، قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین مشروع ہے (وہ بھی تو حرکت ہے)۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حرکت دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی، تو اسے کہا جائے گا کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین بھی دلیل کے ساتھ (ممانعت سے) خارج ہوگئی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس (صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ) سے مراد سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔''

(التنبیه علی مشکلات الهدایة لابن ابی العز الحنفی : ۵۷۰/۲ـ۵۷۱)

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی نبی کریم ﷺ کی پیاری سنتِ رفع الیدین کے خلاف یہ حدیث پیش کرے تو افسوس ہے کہ وہ جہالت پر مبنی اس طرح کی بعید وعجیب باتیں کرتا ہے!

علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ (۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:

وأما حديث جابر بن سمرة، فلا تعلق له برفع اليدين في التكبير، ولكنه ذكر للرد على قوم كانوا يرفعون أيديهم في حالة السلام من الصلوة، ويشيرون بها إلى الجانبين مسلمين على من حولهم، فنهوا عن ذالك، وقد وقع صريحا كذالك في رواية عند مسلم: كنا إذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ....

''رہی سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، تو اس کا تکبیرات میں رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں، بل کہ یہ تو اس میں تو ان پر رد ہے، جو سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور اپنی دونوں طرف اردگرد والوں پر سلام کہتے ہوئے اشارہ کرتے تھے، انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ایسی ہی صراحت موجود ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے......۔''

(النفخ الشذي في شرح جامع الترمذي: ٣٩٨/٤)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۷۲۳۔۸۰۴ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهو حديث جابر بن سمرة ، فجعله معارضا لما قدّمناه

من أقبح الجهالات لسنّة سيدنا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، لأنّه لم يرد فى رفع الأيدى فى الرّكوع والرّفع منه ، وانّما كانوا يرفعون أيديهم فى حالة السّلام من الصّلاة ويشيرون بها الى الجانبين ، يريدون بذلك السّلام على من على الجانبين ، وهذا لا اختلاف فيه بين أهل الحديث ، ومن له أدنٰى اختلاط بأهله ، وبرهان ذلك أنّ مسلم بن الحجّاج رواه فى صحيحه من طريقين ---.

''جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہماری پیش کردہ روایاتِ (رفع الیدین) کے مخالف اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے قبیح ترین جہالت ہے، کیونکہ یہ حدیث رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بارے میں نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ صحابہ کرام سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دونوں طرف اشارہ کرتے، وہ اس سے سلام کا ارادہ کرتے تھے، اس بارے میں محدثین اور ان سے ادنیٰ متعلقین میں بھی کوئی اختلاف نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دو سندوں سے روایت کیا ہے۔''

(البدر المنير لابن الملقن : ٤٨٥/٣)

شارحِ مسلم حافظ نووی رحمہ اللہ (م ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

وأمّا حديث جابر بن سمرة ، فاحتجاجهم به من أعجب الأشياء ، وأقبح أنواع الجهالة بالسّنّة ، لأنّ الحديث لم

يرد فى رفع الأيدى فى الرّكوع والرّفع منه ، ولكنّهم كانوا يرفعون أيديهم فى حالة السّلام من الصّلاة ويشيرون بها الى الجانبين ، يريدون بذلك السّلام على من عن الجانبين ، وهذا لا خلاف فيه بين أهل الحديث ومن له أدنٰى اختلاط بأهل الحديث ، ويبيّنه أنّ مسلم بن الحجّاج رحمه اللّٰه رواه فى صحيحه من طريقين ---.

''رہی سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو ان (احناف) کا اس سے دلیل لینا عجوبہ اور سنتِ رسول سے جہالت کا انتہائی برا نمونہ ہے، کیونکہ یہ حدیث رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے بارے میں نہیں، بلکہ صحابہ نماز سے سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھاتے اور ان کے ساتھ دونوں جانب اشارہ کرتے ،ان کا ارادہ دونوں جانب سلام کا ہوتا،اس بارے میں محدثین اور ان سے ادنیٰ تعلق رکھنے والوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ،اس کی وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دوسندوں سے روایت کیا ہے۔''

(المجموع شرح المهذب: ٤٠٣/٣)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (م۳۵۴ھ) نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے:

ذكر الخبر المقتضى للفظة المختصرة الّتى تقدّم ذكرنا لها ، بأنّ القوم انّما أمروا بالسّكون فى الصّلاة عند الاشارة

بالتّسليم دون رفع اليدين عند الرّكوع ۔

''حدیث بیان کرتی ہے کہ ذکر کردہ مختصر الفاظ سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کو نماز میں سلام کا اشارہ کرتے وقت سکون کا حکم دیا گیا تھا، نہ کہ رکوع میں رفع الیدین کے وقت۔''

(صحيح ابن حبان : تحت حديث ۱۸۸۰)

امیر المؤمنین فی الحدیث، فقیہ الامت، سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ (م ۲۵٦ھ) حدیثِ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

فانّما كان هذا فى التّشهّد ، لا فى القيام ، كان يسلّم بعضهم على بعض ، فنهى النّبىّ صلّى الله عليه وسلّم عن رفع الأيدى فى التّشهّد ، ولا يحتجّ بهذا من له حظ من العلم ، هذا معروف مشهور ، لا اختلاف فيه ، ولو كان كما ذهب اليه لكان رفع الأيدى فى أوّل التّكبيرة وأيضا تكبيرات صلاة العيدين منهيّا عنها ، لأنّه لم يستثن رفعا دون رفع ، وقد بيّنه حديث ـــ

''یہ حدیث تشہد بارے تھی ، نہ کہ قیام کے بارے ، صحابہ کرام (ہاتھ اٹھا کر) ایک دوسرے پر سلام کہتے تھے ، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں ہاتھ اٹھانے سے منع فرما دیا، اس حدیث سے کوئی بھی ایسا شخص (رفع الیدین کی ممانعت پر) دلیل نہیں لے گا جسے علم کا کچھ حصہ نصیب ہوا ہو، یہ بات مشہور

ومعروف ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اگر بات ایسے ہوتی، جیسے یہ (مانع رفع الیدین) کہتے ہیں تو پہلی تکبیر اور تکبیرات عید کے ساتھ بھی منع ہونا چاہیے تھا، (اس حدیث میں) آپ ﷺ نے رفع الیدین کا کوئی موقع مستثنیٰ نہیں فرمایا، پھر (دوسری) حدیث نے بھی اس کی وضاحت کر دی ہے۔''

(جزء رفع الیدین للامام البخاری : ص ٦١-٦٢)

② اگر رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی ہے تو شروع نماز میں، نیز وتروں اور عیدین کا رفع الیدین کیوں کیا جاتا ہے؟ شروع نماز میں رفع الیدین نماز میں داخل ہے، جیسا کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان اذا كبّر رفع يديه .

''نبی کریم ﷺ اللہ اکبر کہتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم : ١٦٨/١، ح : ٣٩١)

یہ بات تو مسلّم ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہو جاتی ہے۔

الحاصل:

حدیثِ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بلا اختلاف سلام کے ساتھ ہے، اس سے عدمِ رفع الیدین پر دلیل لینے والا امام بخاری، حافظ نووی اور حافظ ابن ملقن رحمہم اللہ کے نزدیک ''جاہل''اور محمود الحسن دیوبندی و تقی عثمانی دیوبندی صاحبان کے نزدیک ''ناانصاف'' ہے۔

محدث بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي ذٰلِك دلَالَة لَهُم إِنَّمَا هُوَ خبر مُجمل بَينه بِإِسْنَاد آخر عِنْد مُسلم أَيْضا فِي الصَّحِيح عَنهُ .

''اس حدیث میں ان (منکرین رفع الیدین) کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ یہ مجمل ہے، جس کا بیان صحیح مسلم ہی کی دوسری سند میں اسی راوی (سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ) ہو جاتا ہے۔''

(مختصر خلافيات البيهقي : ٨٢/٢)

امام اندلس، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا لَا حُجَّةَ فِيهِ لِأَنَّ الَّذِي نَهَاهُمْ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُهُ لِأَنَّهُ مُحَالٌ أَنْ يَنْهَاهُمْ عَمَّا سَنَّ لَهُمْ وَإِنَّمَا رَآى أَقْوَامًا يَعْبَثُونَ بِأَيْدِيهِمْ وَيَرْفَعُونَهَا فِي غَيْرِ مَوَاضِعِ الرَّفْعِ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَكَانَ فِي الْعَرَبِ الْقَادِمِينَ وَالْأَعْرَابِ مَنْ لَا يَعْرِفُ حُدُودَ دِينِهِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا وَبُعِثَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلِّمًا فَلَمَّا رَآهُمْ يَعْبَثُونَ بِأَيْدِيهِمْ فِي الصَّلَاةِ نَهَاهُمْ وَأَمَرَهُمْ بِالسُّكُونِ فِيهَا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ هٰذَا الْبَابِ فِي شَيْءٍ .

''اس حدیث میں (منکرین رفع الیدین کے لیے) کوئی دلیل نہیں، کیوں کہ جس عمل سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کیا تھا، وہ ایسا عمل نہیں تھا، جو آپ خود کرتے تھے، کیوں کہ یہ محال ہے کہ ایک عمل، جسے آپ خود لوگوں کے لیے سنت بنائیں اور پھر اسی سے منع کر دیں۔ درحقیقت آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے فضول اشارے کرتے اور جن مقامات میں ہاتھ اٹھانے تھے،

ان سے ہٹ کر اٹھاتے دیکھا، تو اس سے منع فرما دیا۔ عرب اور دیہاتیوں میں کچھ ایسے افراد بھی موجود تھے، جو نماز اور نماز کے علاوہ دین کی حدود سے نا آشنا تھے، نبی کریم ﷺ بہ طور استاذ مبعوث ہوئے تھا، لہٰذا آپ نے جنہیں نماز میں اپنے ہاتھوں کو بے فائدہ ہلاتے دیکھا، انہیں روک دیا اور نماز میں سکون کرنے کا حکم دیا۔ اس کا اس (ترک رفع الیدین) سے کوئی تعلق نہیں۔''

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد : ٩/٢٢١۔٢٢٢)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقد احْتج بعض أَصْحَاب أبي حنيفَة بِهٰذَا الحَدِيث فِي مَنعهم رفع الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوع وَعند الرّفْع مِنْهُ، وَلَيْسَ لَهُم فِيهِ حجَّة، لِأَنَّهُ قد رُوِيَ مُفَسرًا بعد حديثين، قَالَ جَابر : صلينَا مَعَ رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم، فَكُنَّا إِذا سلمنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا : السَّلَام عَلَيْكُم، السَّلَام عَلَيْكُم، فَنظر إِلَيْنَا رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ : «مَا شَأْنكُمْ تشيرون بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَاب خيل شمس؟ إِذا سلم أحدكُم فليلتفت إِلٰى صَاحبه وَلَا يُومِء بِيَدِهِ»، فَبَان بِهٰذَا أَنه لَيْسَ لرفع الْأَيْدِي للتكبير .

''بعض اصحاب ابی حنیفہ نے اس حدیث سے رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرنے پر استدلال کیا ہے، جب کہ اس میں ان کی

کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ (یہ مجمل ہے اور) یہی حدیث (صحیح مسلم میں) دو احادیث کے بعد مفسر ذکر ہے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی، ہم اپنے ہاتھوں کے اشارے سے سلام پھیرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا، تو گویا ہوئے: ''آپ کیا کرتے ہیں، ایسے اشارے کر رہے ہو، جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں۔ کوئی سلام پھرے، تو اپنے ساتھی کی طرف منہ کرے، ہاتھ کا اشارہ نہ کرے۔'' اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ حدیث تکبیرات میں رفع الیدین سے متعلق نہیں ہے۔''

(كشف المشكل من حديث الصحيحين: ٤٥٦/١)

شارح بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا دَلِيلَ فِيهِ عَلٰى مَنْعِ الرَّفْعِ عَلَى الْهَيْئَةِ الْمَخْصُوصَةِ فِي الْمَوْضِعِ الْمَخْصُوصِ وَهُوَ الرُّكُوعُ وَالرَّفْعُ مِنْهُ، لِأَنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَبَيَانُ ذٰلِكَ أَنَّ مُسْلِمًا رَوَاهُ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

''اس حدیث میں مخصوص حالت میں مخصوص مقام یعنی رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی ممانعت کوئی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے، جسے تفصیلاً امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے۔''

(التلخيص الحبير: ٢٢١/١، ح: ٣٢٨)

علامہ ابوالحسن، سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ: إِنَّ ذَلِكَ الْحَدِيثَ نَاسِخٌ رَفْعَ غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ فَهُوَ قَوْلٌ بِلَا دَلِيلٍ، بَلْ لَوْ فُرِضَ فِي الْبَابِ نَسْخٌ فَيَكُونُ الْأَمْرُ بِعَكْسِ مَا قَالُوا أَوْلٰى مِمَّا قَالُوا فَإِنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَوَائِلَ بْنَ حُجْرٍ مِنْ رُوَاةِ الرَّفْعِ مِمَّنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ عُمُرِهِ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعُ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ دَلِيلٌ عَلٰى تَأَخُّرِ الرَّفْعِ وَبُطْلَانِ دَعْوٰى نَسْخِهِ فَإِنْ كَانَ هُنَاكَ نَسْخٌ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَنْسُوخُ تَرْكَ الرَّفْعِ كَيْفَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكٌ هٰكَذَا جِلْسَةَ الِاسْتِرَاحَةِ فَحَمَلُوهَا عَلٰى أَنَّهَا كَانَتْ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فِي سِنِّ الْكِبَرِ فَهِيَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا فَلَا تَكُونَ سُنَّةً وَهٰذَا يَقْتَضِي أَنْ لَا يَكُونَ الرَّفْعُ الَّذِي رَوَاهُ ثَانِيًا مَنْسُوخًا لِكَوْنِهِ آخِرَ عُمُرِهِ عِنْدَهُمْ فَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ قَرِيبٌ مِنَ التَّنَاقُضِ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَبِالْجُمْلَةِ فَالْأَقْرَبُ: الْقَوْلُ بِاسْتِنَانِ الْأَمْرَيْنِ وَالرَّفْعُ أَقْوَى وَأَكْثَرُ.

”جن حضرات نے کہا ہے کہ یہ حدیث نماز کے شروع کے علاوہ باقی جگہ رفع

الیدین کی منسوخیت کی دلیل ہے، ان کے یہ بات محتاج دلیل ہے۔ بالفرض اگر رفع الیدین میں نسخ تسلیم بھی کرلیں، تب بھی معاملہ ان (احناف) کے قول کے تناقض کی وجہ سے ان کے مؤقف سے اولیٰ ہوگا، کیوں کہ مالک بن حویرث اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما ان راویانِ رفع الیدین میں سے ہیں، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری عمر میں نماز پڑھی۔ لہٰذا ان دونوں کا رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین بیان کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل ہونے اور دعویٔ نسخ کے بطلان کی دلیل ہے۔ اگر نسخ مانا جائے، تو منسوخیت ترک رفع الیدین کی ہونی چاہیے۔ دیکھئے کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہی جلسہ استراحت کے راوی ہیں، وہاں انہوں (احناف) نے اسے (جلسہ استراحت کو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر یعنی بڑھاپے پر محمول کرلیا کہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادۃً نہیں کیا، لہٰذا اسے سنت نہیں کہہ سکتے۔

اس کا تقاضا ہے کہ یہ رفع الیدین، جسے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ دوسری بار روایت کررہے ہیں، بھی ان (احناف) کے ہاں منسوخ نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا رفع الیدین کو منسوخ کہنا تناقض سے خالی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے فرمایا: نماز میرے طریقے کے مطابق پڑھیں۔ ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں، لیکن رفع الیدین کرنا زیادہ قوی اور بہتر ہے۔''

(حاشية السندهي على سنن ابن ماجة : ٢٨٢/١)